تصورِ بیگانگی اور ادب

محمد اکرم سرا

ABSTRACT:

Alienation is a prominent term in twentieth century social theory and social criticism ,reffering to any of various social and psychological evils which are characterized by a harmful separation,disruption or fragmentation which sunders things that properly belong together.people are alienated from one another when there is an interruption in their mutual affection or reciprocal understanding;they are alienated from political process when they fell separated from them and powerless in relation to them.Reflection on your beliefs or values can also alienate you from them by undermining your attachment to them or your identification with them ;they remain your beliefs or values faute de mieux,but are no longer yours in the way they should be. the concept of alienation was first philosophically elaborated by Hegel. as investigation continues,probabaly more forerunners of Hegel will be discovered.But it seems establised that Hegel, Feuerbach and Karl Marx were the three thinkers who first gave an explicit elaboration of alienation and whose interpretation is the starting point for all discussions of alienation in present day philosophy,sociology and psychology.

key words:

Alienation. Psychological Evils . Harmful separation. Sunders. Beliefs. Hegel. Forerunners. Feuerbach. Karl Marx.

بیگانگی انگریزی اصطلاح " Alienation " کا ترجمہ ہے ۔ جس کی وضاحت کرتے ہوئے"Routledge Encyclopedia of Philosophy"میں لکھا ہے کہ یہ دو جرمن الفاظ Entfremdung اور Entau Berung سے مل کر متشکّل ہوا ہے ۔جن کا استعمال ہیگل کے ہاں ہوا ہے ۔ انسائیکلو پیڈیا لکھتا ہے:

> "Alienation translates two distinct German terms:Entfremdung (estrangement) and Entau Berung (externalization)Both terms originated in the philosophy of Hegel, specifically in his phenomenology of spirit (1807) (1)

بیگانگی (Alienation) کے لاطینی زبان میں مطلب کے حوالے سے وکی پیڈیا میں لکھا ہے:

> "The term Alienation itself comes from the Latin "Alienus"which meant of "another place or person", which in turn came from 'alius' meaning ' other or another" (2)

انسائیکلو پیڈیا وکی پیڈیا کے مطابق بیگانگی " بیگانہ "سے بنا ہے ۔جس کا مطلب 'کسی دوسری جگہ یا فرد کے متعلق' ہونا ہے اس ''بیگانہ'' کی مزید وضاحت کرتے ہوئے Josephine A.Mc Quail لکھتے ہیں:

> ''لفظ 'بیگانہ' قدیم فرانسیسی کی یادگار ہے ۔آکسفورڈ انگلش ڈکشنری کے مطابق یہ انگریزی میں تقریباً ۱۳۴۰ء سے استعمال ہو رہا ہے ۔تب اس کا مطلب تھا کسی دوسرے فرد، جگہ یا خاندان کے متعلق ہونا؛ اجنبی، غیر ملکی اور اپنا (one's own) نہ ہونا۔،، (۳)

ہورونز(Horowitz) کی تحریر 'بیگانگی اور سماجی دستور' کے مطابق لفظ بیگانگی سے مراد شدید قسم کی علیحدگی ہے ۔ اول دنیا میں اشیا کے ساتھ، دوسرے افراد کے ساتھ، تیسرے دنیا بارے لوگوں کے خیالات سے ۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ بیگانگی کا مترادف علیحدگی (Seperation) ہے ۔ جبکہ اس کا مناسب متضاد اکٹھا ہونا (Integration) ہے۔یوں کہا جا سکتا ہے کہ بیگانگی ایک ذہنی کیفیت ہے جو لوگوں کے درمیان اجنبیت، تقسیم اور فاصلے پیدا کرتی ہے۔ خاص کر لوگوں کے لئے جو چیز اہم اور بامعنی ہوتی ہے وہ انہیں اس سے برگشتہ کر دیتی ہے ۔ یہ کسی فرد کو اس کی ذات سے بھی بیگانہ بنا دیتی ہے ۔ بیگانگی کی اصطلاح بہت سے علوم وفنون میں مستعمل ہے ۔اسے انسان کی ذاتی نفسیاتی حالت سے لے کر سماجی تعلقاتِ کار تک میں استعمال کیا جاتا ہے ۔ سماجی نفسیات میں بیگانگی سے مراد ایک فرد کی سماج سے نفسیاتی بے دخلی ہے ۔ ایسی صورتِ حال میں بیگانگی کا حامل فرد دوسرے افراد سے کٹ جاتا ہے جو کہ اس کی شدید قسم کی نفسیاتی تنہائی ہے جو اس کے دماغ میں موجود ہوتی ہے ۔ادب میں ایک فرد کی نفسیاتی بے دخلی کو ہی زیادہ تر موضوع بنایا گیا ہے۔جس کی بہترین مثال شیکسپیر کا کردار

''ہیملٹ'' کہا جا سکتا ہے۔تنقیدی سماجی نظریئے میں بیگانگی ایک فرد کی خود سے جدا ہونے کی اضافی صورتِ حال ہے ۔جس میں اس کا کام کے ذریعے ٹکروں میں بٹ جانا ہے ۔کارل مارکس اپنے مطالعے' محنت کی بیگانگی ' میں اسے یوں بیان کرتا ہے کہ پیداوار کے سرمایہ دارانہ نظام کے تحت مزدور اپنی محنت کی اشیا سے بیگانہ ہو جاتے ہیں ۔ (جیسے کہ وہ اپنی بنائی ہوئی شے کے مالک نہیں ہیں)اور اپنی محنت کی قوت سے (جسے وہ اجرت کے طور پر بیچ چکے ہیں) لیکن وہ اپنے انسانی جوہر سے بھی بیگانہ ہو جاتے ہیں ۔ نظامِ پیداوار کے مشینی عمل میں وہ خود بھی ایک مشین بن جاتے ہیں ۔ مارکس کے محنت کی بیگانگی کے مادی یا معاشی نظریہ کا نفسیاتی نظریہ سے موازنہ کیا جاتا ہے ۔کیونکہ وہ عمل جو ایک فرد کی معاشرے سے نفسیاتی تنہائی کا باعث بنتا ہے وہی عمل ایک فرد کی دوسرے افراد سے معاشی علیحدگی کی وجہ ہوتا ہے ۔رابرٹ ٹی ٹیلے جار کے مطابق:''ادب میں بیگانگی کا مفہوم اکثر ایک فرد کی معاشرے یا گروہ سے نفسیاتی تنہائی کے طور پر سامنے آتا ہے'' (۴)

بیگانگی کا عمل شخصیت کی توڑ پھوڑ اور بشریت کے ضیاع کا عمل ہے۔کارل مارکس نے اسے سرمایہ داری نظام کے تناظر میں مشاہدہ کیا ہے ؛ ژاں پال سارتر نے اسے بالا دست قوتوں کی طرف سے روا رکھے جانے والے جبر کے تناظر میں دیکھا ہے جبکہ عینیت پسندوں اور صوفیاء کے ہاں یہ روحِ کُل سے آدم کی جدائی کی داستان ہے ۔ جہاں تک ہماری سماجی صورتِ حال کا تعلق ہے تو بیگانگی ہماری روزمرہ زندگی میں سرایت کر چکی ہے اور اس کا عمل دخل ہر سطح پر نظر آتا ہے ۔سماج میں موجود برگشتہ خاطری اور نفساتی بے دخلی کے مظاہر روز بروز بڑھ رہے ہیں ۔اس حوالے سے 'پال ایڈورڈ' لکھتے ہیں :

> ''روزمرہ برتاؤ میں بیگانگی کا مطلب ہے اپنے سابقہ دوستوں اور ساتھیوں سے دور رہنا۔قانونی اصطلاح میں اس سے مراد انتقالِ جائیداد ہے جو کہ ایک فرد سے دوسرے کو منتقل کی جاتی ہے ۔ خواہ اس کا تعلق بیچنے سے ہو یا تحفۃً دینے سے ہو۔ ذہنی امراض کے مطالعے میں بیگانگی کا مطلب عموماً معمول سے ہٹ کر کچھ کرنا ہے جو کہ پاگل پن ہے ۔عصرِ حاضر کی نفسیات اور سماجیات میں اکثر اس کا استعمال فرد کے بیگانگی بارے احساسات ہیں جو معاشرے فطرت ، دوسرے افراد اور اس کے خود کے بارے میں ہوتے ہیں ۔ بہت سے ماہرینِ عمرانیات اور فلسفیوں کے نزدیک بیگانگی ایک طرح سے reification ہے۔ یہ وہ عمل ہے (یا اس عمل کا نتیجہ ہے) جس کے ذریعے سے انسانی خصائل ، تعلقات اور عوامل تبدیل ہوجاتے ہیں ؛اشیا کے ایسے خصائل اور عوامل میں جو کہ انسان سے آزاد ہیں اور اس کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں ۔ دوسرے فلسفیوں کے نزدیک بیگانگی سے مراد بیگانگیٔ ذات ہے ۔ یہ وہ عمل ہے یا اس عمل کا نتیجہ ہے جس کے ذریعے 'ذات'(خدا یا انسان)خود اپنے عمل کے ذریعے سے خود سے بیگانہ ہو جاتی ہے۔'' (۵)

سرمایہ دارانہ نظام کے تحت صنعتی پیداوار میں اضافے کی غرض سے ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کیا جاتا ہے ۔اس

میں دھکا مار کر آگے بڑھنے ، استحصال کرنے اور قانون کو موم کی گڑیا سمجھ کر استعمال کرنے کا چلن عام ہے ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سماج کے کمزور طبقے کی انفرادی شخصیت گھٹ جاتی ہے ۔ وہ پیداوار کی نوعیت متعین کرنے کے حق سے محروم رکھے جانے پر خود کو بے بس اور مجبور محسوس کرتا ہے ۔ وہ یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ اس کی قسمت کا فیصلہ وہ خود نہیں کر سکتا ۔ ایسے حالات میں وہ تنہائی محسوس کرتا ہے اور دوسرے افراد کو اپنا حریف تصور کرتا ہے ۔ یوں وہ بیگانگیٔ ذات کا مرتکب ہونے کے ساتھ ساتھ دوسرے افراد سے بھی بیگانہ ہوجاتا ہے ۔ جب اس کا با اختیار ہونا اور آزاد ہونا مشکوک ہوجاتا ہے تو اس کی نوعی زندگی کا سارا نظام درہم برہم ہوجاتا ہے ۔ وہ خیال کرنے لگتا ہے کہ اب وہ محض جانوروں جیسا ہے ۔ اس کی سوچ کا یہ دھارا اسے سیاسی اور سماجی عمل سے بیگانہ بنا دیتا ہے ۔ اس کے عقاید اور اقدار کے نظام میں مداخلت کر کے اسے شعوری طور پر لاغر بنا دیتا ہے راوٹلیج انسائیکلو پیڈیا آف فلاسفی فرد کے سماجی اور ذہنی لاغر پن کی کہانی کو یوں بیان کرتا ہے :

> ''بیسویں صدی کے سماجی نظریے اور سماجی تنقید میں بیگانگی ایک منفرد (Prominent) اصطلاح ہے ۔ یہ بہت سی سماجی اور نفسیاتی برائیوں میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کرتی ہے جس میں نقصان دہ علیحدگی ، مداخلت یا ٹوٹ پھوٹ ہوسکتی ہے ۔ یہ ان چیزوں کو بکھیر دیتی ہے جو کہ حقیقت میں اکٹھی ہوتی ہیں ۔ جب افراد کی دوطرفہ محبت یا ان کے ایک دوسرے کو سمجھنے میں کوئی مداخلت ہوتی ہے تو وہ ایک دوسرے سے بیگانہ ہوجاتے ہیں ۔ وہ سیاسی عمل سے بیگانہ ہوجاتے ہیں جو وہ خود کو ان (عوامل) سے علیحدہ اور بے طاقت محسوس کرتے ہیں ۔ ایک لحاظ سے وہ آپ کو آپ کے عقاید اور اقدار کے بارے میں سوچ سے بھی بیگانہ کر سکتی ہے ۔ آپ کا ان اقدار سے کس درجے کا تعلق ہے یا آپ کی ان کے ساتھ پہچان سے وہ آپ کے عقاید اور اقدار ظاہراً رہتے ہیں ۔ لیکن وہ اس طرح سے آپ کے نہیں ہوتے جس طریقے سے انہیں ہونا چاہئے ۔'' (۶)

کارل مارکس بیگانگی کو ایک ایسی بیماری قرار دیتا ہے جو انسان کو ناکارہ (Dysfunction) بنا دیتی ہے ۔ اس حوالے سے ایلن ڈبلیو وڈ (Allen W. wood) لکھتے ہیں : ''مارکس بیگانگی کے تصور کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ گویا یہ ایک قسم کی انسانی بیماری ہے یا انسان کا ناکارہ ہوجانا ہے جو کہ خاص طور پر جدید سماج میں رائج ہے ۔ یہ ایسی بیماری ہے جس میں مختلف عوامل مثال بنتے ہیں ان تصورات اور استعارات کی جو کسی نہ کسی شکل میں غیر فطری علیحدگی کا باعث بنتے ہیں ۔'' (۷)

فرد کی اس غیر فطری علیحدگی میں سیاسی ، سماجی اور معاشی مسائل بنیادی کردار ادا کرتے ہیں ۔ یہ مسائل انسان کو اندر ہی اندر دیمک کی مانند چاٹ کھاتے ہیں ۔ بے شک انسان نے انتہائی مختلف حالات ، موسموں اور ماحول پر سبقت حاصل کر لی ہے لیکن وہ ان اندھی قوتوں کے غلبے سے اب بھی خود کو آزاد نہیں کروا سکا جو اس کی زندگی اور مقدر پر قبضہ کئے ہوئے ہیں ۔ وہ دیکھے اور ان دیکھے 'دیوتاؤں' کے ہاتھوں کٹھ پتلی بن کر محض ناچنے کے

لئے مجبور ہے ۔''دیوتا'' جو محض دولت کے خدا کے پجاری ہیں وہ خود تو باہمی رضامندی سے دولت کے مواقع پیدا کر کے لمبا چوڑا منافع کماتے ہیں جبکہ انسانوں کو محض جاندار خیال کرتے ہیں ۔ یہ جاندار خوفزدہ جانور بن کر بے شعور زندگی جیے جاتے ہیں ۔ یہ آواز والے جاندار جو سب آوازیں سن سکتے ہیں ۔لیکن انھیں ان آوازوں کو سمجھنے کی اجازت نہیں ہے۔قدیم ہندو سماج میں جب کوئی شودر کسی برہمن کے مندر میں اس کا کوئی اشلوک سن لیتا تھا تو سزا کے طور پر اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جاتا تھا۔اس سے اس کے کان گو ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتے تھے لیکن جسم کے ساتھ ہی لگے رہتے تھے ۔ جدید دور کے' برہمن 'نے آج کے 'شودر'کے لئے کچھ ایسا "ایٹمی سیسہ" تیار کر رکھا ہے جو آوازوں کے ساتھ ساتھ اعضاء کو بھی جسم سے علیحدہ کر دیتا ہے ۔ وقت کے ساتھ ساتھ ''برہمن'' مضبوط ہوا ہے ۔جبکہ ''شودر'' کمزور ہوا ہے ۔ حالانکہ جدید تعلیم اور جدید شعور کی روشنی میں چاہئے تھا کہ یہ فاصلے کم ہوتے اور انسانی عظمت کا چراغ روشن ہوتا لیکن یہ خواب محض اک خواب بن کر رہ گیا ہے ۔ عام آدمی اپنے گرد و پیش کو دیکھ کر اور اسے تبدیل نہ کر سکنے کی ہمت نہ پا کر عملِ بیگانگی کا شکار ہو جاتا ہے ۔ اور زندگی کو بے معنی خیال کرنے لگتا ہے ۔ یہ ذہنی بیماری اس سے یقین کی دولت چھین لیتی ہے۔ سبطِ حسن کا خیال ہے کہ بیگانگی نفسیات کی پرانی اصطلاح ہے ۔ اس سے مراد وہ ذہنی کیفیت ہے جس کے باعث انسان اپنے معاشرے ، اپنی تہذیب حتیٰ کہ اپنی ذات سے بھی کٹ جاتا ہے ۔ وہ ہزاروں لاکھوں کی بستی میں خود کو تنہا اور بے یار و مددگار پاتا ہے ۔ اس کو اپنے اردگرد کی ہر شے اجنبی اور بیگانہ نظر آتی ہے۔ وہ سماج کی تمام مروجہ اقدار، تمام سرگرمیوں کو بے معنی سمجھنے لگتا ہے ۔ اس ذہنی بیماری کی دوسری صورت لاچاری اور بے بسی کا شدید احساس ہے ۔ ایک بیگانہ فرد کو یقین ہو جاتا ہے کہ اسے اپنی زندگی پر بالکل اختیار حاصل نہیں ہے ۔ نہ تو وہ اپنے حالات کی اصلاح کر سکتا ہے اور نہ اس کے عمل سے دنیا میں کوئی تبدیلی آسکتی ہے ۔ بے مقصدیت ، بے بسی اور لاچاری کا احساس اس کو اپنے کردار و عمل سے بیگانہ بنا کر سماج سے بے دخل کر دیتا ہے ۔'' وہ اپنی شخصیت کو کھو دیتا ہے۔'' (۸)

بے گانگی ایک بیماری ہے جس کا حامل شخص بیگانگیٔ ذات کا شکار ہو کر تنہائی ، بے یار و مددگاری ، اجنبیت ، بے معنویت ، لاچاری ، بے مقصدیت ، اور بے بسی کے خیالات کے تحت زندگی کے رس سے بیگانہ ہو جاتا ہے ۔ بیگانگی کا بنیادی سبب سماجی تفریق اور طبقاتی تضاد کو قرار دیا گیا ہے ۔ وہ چیز جو طبقاتی تضاد پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے وہ معاشی سرگرمیاں ہیں ۔ مادیت پسندی اور معاشی کشمکش کے باعث انسانوں میں طبقاتی تقسیم پیدا ہوگئی ۔ اس طبقاتی تقسیم کی تین بنیادی صورتیں واضح شکل میں سامنے آئی ہیں ۔ پہلی شکل آقا اور غلام کی صورت ہے دوسری شکل جاگیرداری نظام میں جاگیردار اور زرعی غلام کی ہے جبکہ تیسری بڑی صورت سرمایہ داراور مزدور(Wage slave) کی ہے ۔کارل مارکس نے اس سرمایہ داری نظام کے مطالعے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ سرمایہ دار مزدور کا استحصال کرتے ہیں ۔ وہ یہ استحصال قدرِ زاید کی صورت میں کرتے ہیں اس کی وضاحت کرتے ہوئے کارل مارکس لکھتے ہیں :

''لہٰذا یہ بات واضح ہے کہ مزدور دن کا نصف حصہ تو اپنے لئے اور باقی نصف حصہ سرمایہ دار

کے لئے کام کرتا ہے ۔۔۔مزدور قدرِ زاید پیدا کرنے میں اپنے یوم کار کا آدھے سے زیادہ وقت لگا دیتا ہے جسے مختلف افراد، مختلف اعتذارات اپنے درمیان بانٹ لیتے ہیں۔'' (۹)

الطاف جاوید سماج میں پھیلی بیگانگی کا باعث معاشی سرگرمیوں کو قرار دیتے ہیں ۔ان کا خیال ہے کہ :''معاشرے کے متضاد معاشی طبقات میں بٹ جانے سے فرد کے روحانی ، نفسیاتی اور معاشرتی پہلوؤں پر جو اثرات مرتب ہوئے انہیں نفسیات کی اصطلاح میں بیگانگیٔ ذات (Selfalienation or lienation) کہا جاتا ہے۔''(۱۰) فلسفہء بیگانگی میں ایک گروہ بیگانگی کو زندگی کا لازمہ خیال کرتا ہے ۔ ان کے نزدیک اس سے چھٹکارہ کسی طور ممکن نہیں ہے لہٰذا اس سے نکلنے کی خواہش یا کوشش کارِ بےسود ہے جبکہ دوسرا گروہ بیگانگی کو انسانی عمل کی کارستانی سمجھتا ہے ۔ ان کے نزدیک طبقاتی تضاد اور استحصال بے گانگی پیدا کرنے کے اسباب ہیں اور مختلف سماجی اور معاشی اقدامات کر کے اس پر قابو پایا جاسکتا ہے ۔ اس خیال کو 'ارنسٹ مینڈل' ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں :

> "Other Philosophies also attempt to deal with the problem of alienation from their special standpoints. existentialism, for example, teaches that alienation is built into the very nature of man as an enigmatic castaway on this planet. Whetever, he may do to overcome that state, born of an awareness of the meaninglessness of existence, he can find no exist from his fate. Marxism on the other hand does not believe in the eternity of alienation any more than it believes in eternal damnation. This state is not an inescapable and irremediable curse of mankind. Alienation is the outgrowth of specific historical conditions which have been brought into existence by man's unwitting activity and wich can be changed at a higher stage of economic and social development by man's conscious collective action." (11)

مارکس موجودہ انسانیت دشمن نظام کو بدلنے کی دعوت دیتا ہے جبکہ وجودی حضرات بیگانگیءِ ذات کو انسان کا ازلی مقدر سمجھ کر صابر و شاکر ہوجاتے ہیں ۔

مندرجہ بالا تعریفات کے بعد یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ بیگانگی کے اثرات زندگی کے ہر شعبہ میں سرایت کر چکے ہیں ۔ تاریخی طور پر دیکھا جائے تو یہ اصطلاح مختلف اور بعض اوقات متضاد معنوں میں استعمال ہورہی ہے ۔ عہدِ قدیم میں اس سے مرد مابعدالطبیاتی سوچ لیا جاتا رہا ہے جس میں وجد اور ملاپ کی صورتِ حال درپیش ہوتی ہے

۔یعنی کسی فرد کا روحانی طور پر (مثبت معنی میں) دنیا کے ایک محدود حصے سے کٹ جانا ۔اس صورتحال کا اظہار نو فلاطونی دانشوروں کے ہاں نظر آتا ہے ۔خاص کر فلاطینوس اور فرفری یوس (205-207ء)اس رجحان کے نمائیدہ قرار دیئے جا سکتے ہیں ۔عہدنامہ جدید میں ایک یونانی اصطلاح اپالوٹرومائی (Apallootrioomia) ہے جس کا مطلب ہے " کسی سے علیحدہ ہو جانا"یعنی ایک سنہری دور سے علیحدگی کے تصورات ۔ ایک دوہری مثبت اور منفی بیگانگی کا معنی بڑے پیمانے پر روحانی عقاید میں دکھایا جا رہا ہے۔جس کا بحثیت نوسٹی سزم (Gnosticism) حوالہ دیا جاتا ہے۔'' (۱۲)

بے گانگی کی اصطلاح کو انتقالِ جائیداد کے معنوں میں اور قدیم روما دور میں غیر مناسب ذہنی حالت کے ضمن میں بھی استعمال کیا جاتا رہا ہے ۔قدیم رومی دور میں اس اصطلاح کو اطبا استعمال کرتے تھے۔سترھویں صدی میں جب ان کاموں کے تراجم مغرب میں ہوئے تو اطبا نے اس اصطلاح (Mental alienation) کو دوبارہ استعمال کرنا شروع کر دیا ۔خاص کر فلیکس پلیٹر (Felix platter) کے ہاں اس کا زیادہ استعمال نظر آتا ہے ۔ قارونِ وسطیٰ میں ایک تعلق بے گانگی اور سماجی نظم و ضبط اور صوفی ازم اور رہبانیت میں بیان ہوا ہے ۔جس میں مہاتما بدھ کی "نروان" کی حالت اور صوفیا کی انفصال ،مہجوری اور انجذاب کی حالتیں شامل ہیں ۔صلیبی جنگوں میں اور سیاسی انتقام کو بھی وسیع تر بیگانگی کی ایک قسم تصور کیا جاتا ہے ۔

سترھویں صدی میں (Hugo Grotius) ہیوگو گروٹیسنے یہ نظریہ پیش کیا کہ ہر شخص خود مختار حاکمیت کا مالک ہے ۔لیکن معاشرہ اسے یہ حق دینے کو تیار نہیں ہے لہٰذہ وہ اس حق تلفی پر عملِ بیگانگی کا مرتکب ہو جاتا ہے ۔ اٹھارویں صدی میں ہچسن (Hutchson) نے بیچے جانے والے اور نہ بیچے جانے والے حقوق کے درمیان فرق اس اصطلاح کے قانونی تناظر میں متعارف کروایا۔ روسو نے بھی انسان اور معاشرے کے تعلق میں بیگانگی کے جراثیم دیکھے ۔اس کے خیال میں "انسان اپنی اصل فطرت سے تعلق کھو بیٹھا تھا'' (۱۳) یہ ایک ایسا نظریہ تھا جس کا تعلق سول سوسائٹی یا قومی ریاست کے پھیلاؤ کی وجہ سے ایک فطری حالت سے بیگانہ ہو جانا ہے ۔اسی صدی میں محبت کی بیگانگی (Alienation of affection) کا قانون لوگوں کے لئے متعارف ہوا تاکہ کسی دوسرے آدمی کی ان کی عورتیں لے جانے کے الزام میں تلافی ہو سکے ۔ (۱۴)

ادب کی تاریخ میں جرمن کے رومانویت پسند شاعروں اور ادیبوں کی نگارشارت میں پہلے پہل اس تصور کو دیکھا گیا ۔بعد میں بیگانگی کا تصور دیگر ممالک کے شاعروں اور ادیبوں کا مرکزِ نگاہ بن گیا۔جس نے فکر و خیال کے پرانے سانچے توڑ دیئے سبطِ حسن کے بقول :''گوئٹے ،شلر ،شیلی ، بالزک ، ایمائل زولا ، ہرزن ، بے لسنکی ، بائرن اور بے شمار ادیبوں کی تخلیقات نے اہلِ مغرب کے نظامِ فکر و احساس کا پرانا ڈھانچہ ہی بدل دیا۔'' (۱۵)

بیسویں صدی کے آغاز میں Hegel نے عیسائی (لوتھرن) اور تصوراتی (Ideal) بیگانگی کی فلاسفیاں کی ۔اس نے جرمن اصطلاح کو تھوڑے مختلف فکر میں استعمال کیا جس کا تعلق نفسیاتی حالت اور مفعولی مدارج سے تھا ۔جس کے مطابق 'ذات'ایک ایسی تاریخی اور سماجی شے ہے جو خود سے بیگانہ ہو جاتی ہے اور دوبارہ جڑ جاتی ہے ۔

قریباً اسی دور میں پنل (Pinel) نے ذہنی بیگانگی کا تصور پیش کیا۔ خاص کر "طبی فلسفی معاہدے "سے اس نے دلیل دی کہ لوگوں کو اجنبی یا علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ بغیر عقل سے جدا ہوئے۔ ہیگل نے پنل کی "اخلاقی علاج" کی سوچ کی تعریف کی اور اس سے متعلق نظریئے تشکیل دیئے۔'' (۱٦)

ہیگل کے بعد اس کا فلسفہ دو مکاتیبِ فکر میں تقسیم ہو گیا۔ لیفٹ کے لوگ اس کے مذہبی اور سیاسی تصورات کو نئے تناظر میں مطالعہ کرنے لگے۔ جن میں کارل مارکس نے اس کے جدلیاتی ماڈل تاریخی مادیت پر کام کا آغاز کیا اور ہیگل کے روحانی تصور کو رد کر دیا۔ جبکہ فیور باخ نے ہیگل کی فکر سے اختلاف کیا اور اس کے مذہبی تصور پر تنقید کی۔ اس نے کہا کہ " خدا کی عبادت بھی ایک قسم کی عملِ بیگانگی ہے کیونکہ انسان کے اس عمل سے انسانی خصائص دب کر رہ جاتے ہیں۔'' (۱۷)

کارل مارکس نے اپنا نظریہ ء بیگانگی 1844ء کے "معاشی اور فلسفیانہ مسودات" اور" جرمن آئیڈیالوجی" (1846) میں بڑے واضح طور پر بیان کیا ہے۔ مارکس کے ان خیالات کے باعث انسانیاتی فلسفے میں تبدیلی آئی۔ اس ضمن میں مارکس کی دو اصطلاحات" بیگانگیء ذات" اور "محنت کی بیگانگی" خاص اہم ہیں۔ مارکس نے بیگانگی کی ساختیاتی تاریخی تشریح کرتے ہوئے اس کا رشتہ محنت کی بیگانگی اور استحصال کے ساتھ جوڑ دیا۔ مارکس کے نظریہء بے گانگی کو کوسٹا اکسیلو (Kosta Axelos) نے چار بنیادی اقسام میں تقسیم کیا ہے:

1۔ معاشی اور سماجی بے گانگی
2۔ سیاسی بے گانگی
3۔ انسانی بیگانگی
4۔ نظریاتی بیگانگی (۱۸)

نظریہء بیگانگی کا بہترین استعمال معاشی اور سماجی بے گانگی کے طور پر ہوا ہے۔ مارکس کہتا ہے کہ بیگانگی سرمایہ درانہ نظام کی پیدا کردہ ہے۔ اس سسٹم میں انسان، انسان کا استحصال کرتا ہے۔ یہاں مزدوری کی تقسیم معاشی تفریق پیدا کرتی ہے اس سے مزدور اپنی محنت کی اشیا سے بے گانہ ہو جاتے ہیں۔ اور وہ یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ اس شے کو انہوں نے کیوں کر بنایا ہے۔ مارکس کا خیال ہے کہ اس طرح مزدوروں کا اپنی زندگی پر، اپنے آپ پر اور اپنے کام پر کوئی کنٹرول نہیں رہتا۔ وہ کسی طرح بھی خود مختار انسان نہیں بن پاتے۔ اس کا یہ نظریہ فیور باخ کے تصور The essence of Christanity (1841) پر تشکیل پاتا ہے جس نے کہا تھا کہ خدا کا تصور انسان کو انسانی خصائص سے بیگانہ بنا دیتا ہے۔ جس پر (Stirner) سٹیرنر The ego and its own (1844) نے مزید کہا کہ حتیٰ کہ 'انسانیت' ایک فرد کے لئے عملِ بیگانگی ہے۔ اس کا جواب مارکس اور اینگلز نے 'جرمن آئیڈیالوجی' میں دیا کہ سرمایہ دارانہ نظام میں اشیا کی تخلیق میں ہر شخص شامل ہوتا ہے۔ اور وہ قومی مفاد میں حصہ دار بنتا ہے۔ مگر یہ سب قومی مفاد میں نہیں ہوتا۔ اکسیلو (axelos) تجزیہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مارکس کے نزدیک سرمایہ دارانہ عمل میں کام ہی ایک مزدور کو خود سے اور اپنی محنت سے بیگانہ بنا دیتا ہے۔ مارکس مختصراً یہ بھی بتاتا ہے کہ ایک سرمایہ

دار شخص معاشرتی اور اقتصادی مشینوں سے فائدہ حاصل کرتے کرتے اور دوسروں کو اشیا بیچ بیچ کر خود بھی بیگانگی کا شکار ہو جاتا ہے۔اس سے سماج میں وسیع تر بے گانگی کا عمل جاری رہتا ہے۔ (۱۹)

بیسویں صدی کے آغاز پر بہت سے ماہرینِ سماجیات اس پہلو پر غور کر رہے تھے کہ جدیدیت کس کس طرح سے عملِ بیگانگی کو پیدا کرتی ہے۔ جرمن ماہرِ سماجیات جارج سمل اور فرڈینڈ ٹونیز نے شہروں میں فرد کی تنہائی کو موضوع بنایا ہے۔سمل کی 'پیسے کی فلاسفی' میں وہ پیسوں کی بنیاد پر قائم ہونے والے رشتوں اور تعلقات کو زیرِ بحث لاتا ہے۔

ٹونیز کی تصنیف وجماعت اور معاشرہ بنیادی اور گروہی تعلقات کے متعلق ہے۔ جو مقاصد کے حصول کے لئے بنتے ہیں۔انفرادی تعلقات کی اصطلاح میں بیگانگی ایک فرد کے بارے معاشرے کی غیر ذمہ دارانہ روش ہے۔ لیکن جب اجتماعی فیصلے کئے جاتے ہیں تو اس میں ہر فرد زیرِ بحث نہیں آتا۔امریکی ماہرِ سماجیات رائٹ ملز جدید سماج میں بیگانگی کے اثرات بارے کہتا ہے کہ جدید صارفی سرمایہ دار معاشرے نے سماج کی ایسی صورت گری کر دی ہے جس میں ایک فرد کو کام کے بدلے اپنی شخصیت اور جسم و جاں کا سودا کرنا پڑتا ہے۔میلون سمن نے اپنے کام 'بیگانگی کے معانی پر' میں اس خیال کی تائید کی ہے۔سمن ،درخائم اور دیگر ماہرِ سماجیات نے مارکس کی دور اندیشی کو مثالی بیگانگی سے تعبیر کیا ہے۔ بیگانگی کے پانچ پہلوؤں بے طاقت، بےمعنویت ، غیر روائتی ، سماجی تنہائی اور بیگانگی ء ذات کے ساتھ سمل نے اس میں ثقافتی مغائرت کو بھی شامل کیا ہے۔ (۲۰)

فلسفے کی وسیع تر بحثوں میں خاص کر 'وجودیت' اور 'مظہریت' میں بیگانگی انسانی ذہن کے غیر مکمل تعلق کو دنیا میں ظاہر کرتی ہے۔موضوع کے مطابق انسانی ذہن دنیا کو پرکھنے کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کے اطراف کی جانب راغب ہوتا ہے۔خیال کا یہ سفر انیسویں صدی میں سورین کیر کے گارڈ کے ہاں ملتا ہے جس نے مخصوص عیسائی نقطہ نظر کے تحت کہا تھا کہ خدا سے جدائی (Seperation of God) عملِ بیگانگی ہے۔بیسویں صدی کے دانشور خدا کو ماننے والے اور نہ ماننے والے دونوں کیر کے گارڈ کے خیالات سے متاثر ہوئے۔اس میں مارٹن ، ہائیڈیگر کے نظریاتِ پریشانی (Anxiety) اور موت (Mortality) ژاں پال سارتر کا انسانی اثبات اور خدا کے انکار کا تصور اہم ہیں۔

ژاں پال سارتر ،ملحدانہ وجودیت کا بانی ہے۔اس کا تصور یہ ہے کہ انسان اس سے زیادہ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ جو کچھ وہ اپنے آپ کو بناتا ہے۔نہ کوئی انسانی فطرت ہے اور نہ خدائی چھتری ہے۔انسان اپنے آپ کا اور اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔اس کا خیال ہے کہ انسان کو اس دنیا میں پھینکا گیا ہے اسے آزاد رہنے کی سزا ملی ہے۔(Man is condemned to be free) یہ سزا ان معنوں میں ہے کہ اس نے خود کو پیدا نہیں کیا اور پھر بھی وہ آزاد ہے(۲۱) وہ خیال کرتا ہے کہ انسان ایک ایسا وجود ہے جس کے ساتھ عدم اس دنیا میں آیا ہے۔یوں اس دنیا میں انسانی موجودگی بےمعنویت کی حامل اور لغو ہے۔وہ زندگی کو چپک جانے والی غلاظت قرار دیتا ہے اور تنہائی کو انسان کا مقدر۔یہی اس کی ازلی اور ابدی بیگانگی ہے جس سے چھٹکارہ کسی طور ممکن نہیں ہے۔(۲۲)

نفسیاتی تجزیئے کی تھیوری جو کہ بیسویں صدی کے آغاز میں سامنے آئی۔اس میں سگمنڈ فرائڈ نے واضح طور پر بیگانگی کا ذکر نہیں کیا البتہ اس کے تجزیہ نگاروں نے بعد میں اس کا حوالہ ضرور دیا ہے۔ یہ وہ نظریہ ہے جس میں شعوری اور لاشعوری ذہن کے درمیان تفریق اور تضاد کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ تفریق و تضاد مفروضاتی نفسیاتی سامان کے مختلف اعضا کے درمیان اور خود (Self) اور تہذیب کے درمیان ہے۔ اس میں دفاعی نظام کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔جس میں نارمل اور ایب نارمل صورتِ حال درپیش ہوتی ہے۔

اس صدی کے دوران مغربی مارکسزم کی ایک قسم پروان چڑھی ہے جس میں False consciousnessاثر انداز ہونے والا تجزیہ شامل تھا۔ جو گیورگ لوکیکس (Gyorgy lukacs) نے پیش کیا۔تنقیدی نظریئے کے ساتھ وابستہ افراد نے خاص کر فرینکفرٹ سکول جس میں تھیوڈر اڈورنو (Theodor Adorno) اور ایرک فرام (Erichfromm) نے بیگانگی کے تصور کو پروان چڑھایا۔انہوں نئ مارکسیت ،نئ فرائیڈین اور دوسرے سماجی نظریات پیش کئے ۔ ایک نظریہ تجارتی مارکسزم(Marxist theories of commodification)جو ثقافتی میدان، تعلیمی اور سیاسی گروہوں پر اپلائی ہوتا ہے۔اس میں معاشی ، اقتصادی ڈھانچے کے درمیان اور بیگانگی کی نفسیاتی اور ذاتی حالتوں کے درمیان ربط قائم کیا جاتا ہے۔

۱۹۶۰ء کی دہائی میں ایک انقلابی گروہ Situationist internationalکے نام سے سامنے آیا۔جن کا مقصد زندگی کا متبادل رستہ تلاش کرنا تھا۔ان لوگوں کا خیال تھا کہ جدید سرمایہ داری نظام ایک نقلی حقیقت ہے۔ جس میں انسانی زندگی کی تذلیل کی جاتی ہے۔ The theory of communicative Action میں Jurgen habermas کہتا ہے کہ انسانی زندگی میں زبان کا رول ناگزیر ہے۔اس کا خیال ہے کہ مارکیٹ اکانومی کی اجارہ داری اور ریاستی طاقت اخلاقیات کے معیارات کو درہم برہم کر دیتی ہے جس کے نتیجے میں بیگانگی پیدا ہوتی ہے۔

۱۹۹۰ء کی دہائی میں بیگانگی کی تحقیق کو عروج حاصل ہوا۔ اس عروج کا محرک سوویت یونین کا ٹوٹنا اور گلوبلائیزیشن بنا دوسرے عوامل جن میں معلومات کا پھیلاؤ،نسلی فسادات، پوسٹ ماڈرن ازم وغیرہ۔ دیکھا جائے تو بیسویں صدی کے اواخر اور اکیسویں صدی کے اوائل میں خاص کر'Langman 'Felix Gayer ور Fishmanنے بیگانگی کے مسئلے کو موجودہ دنیا میں اجاگر کیا ہے۔

حوالہ جات:

(1) ***Outledge Encyclopedia of philosophy***, edited: Edword craig. Londn/New York: Routledge, 1998, P 178

(2) httP://en.wikipedia.org/wiki/social_alienation. P2 of 15

(3) Josephine A. MCquail, ***Alienation in Aldous Huxley's Brave New world***, Alienation ed. by Harold Bloom. New York: Bloom's literary criticism, 2009. P 33

(4) Robert T tally, Jr, ***Reading the original: Alienation, writing and labour in 'Bartleby the scrivener'" Alienation***, ed: by Harold Bloom. P2.

(5) ***The Encyclopedia of Philosophy***, ed: Paul Edwords Vol.1 New York: Macmillan Publishing Co. 1967, reprint, 1972, P 76

(6) Routledge Encyclopedia of plilosophy edi.edward craing P. 178

(7) Allen W. wood, ***Karl Marx***, London / New York,:Routledge, 2004, 2nd edition P, 7

(۸) سبط حسن، موسیٰ سے مارکس تک، کراچی: مکتبہ دانیال، ۱۹۸۵، ص ۲۹۴

(۹) کارل مارکس، کیپٹیل، مترجم، سید محمد تقی، لاہور: بک ہوم ۲۰۱۱، ص ۲۵۱، ۲۴۹

(۱۰) الطاف جاوید، فلسفہ بیگانگی اور قرآن، لاہور: نگارشات، ۱۹۹۳، ص ۱۵۱

(11) Ernest Mandel and George Novac, ***The Marxist Theory of Alienation***, New York: Pathfinder, 1996, 7th edition P 6

(12) http://en.wikipedia.org/wiki/social_alienation. P2 of 15

(۱۳) سہیل احمد خان و محمد سلیم الرحمٰن، منتخب ادبی اصطلاحات، لاہور: شعبہ اردو جی سی یونیورسٹی، ۲۰۰۵، ص ۱۷

(14) http://en.wikipedia.org/wiki/social_alienation. P2 of 15

(۱۵۔ سبط حسن، موسیٰ سے مارکس تک، کراچی: مکتبہ دانیال، ۱۹۸۵، ص ۵۱۹

(16) http://en.wikipedia.org/wiki/social_alienation. P2 of 15

(17) http://en.wikipedia.org/wiki/social_alienation. P3 of 15

(18) http://en.wikipedia.org/wiki/social_alienation. P3 of 15

(19) http://en.wikipedia.org/wiki/social_alienation. P3 of 15

(20) http://en.wikipedia.org/wiki/social_alienation. P4 of 15

(۲۱) ژاں پال سارتر، ''وجودیت اور انسان دوستی'' مترجم؛ ظہور الحق شیخ مشمولہ، ادب فلسفہ اور وجودیت، مرتبین؛ شیمیا مجید ونعیم احسن، لاہور: نگارشات ۱۹۹۲، ص ۱۳۸ ,۱۴۳

(۲۲) علی عباس جلالپوی، روایاتِ فلسفہ، جہلم: خردافروز، ۱۹۶۹، ص ۱۸۵ ,۱۸۷